8852-میت کواس کے ملک منتقل کرنا

سوال

پچھلے ہفتہ میرے ایک دوست کا بھنوئی فوت ہوگیا-اللہ تعالی اس پر رحم کرے-اس کی وفات کے بعد اس کے بھائیوں اور رشتہ داروں نے اس کا میت کو اس کے شہر منتقل کیا جو تقریبا وفات والی جگہ سے چودہ گھنٹہ گاڑی کی مسافت پر واقع ہے، میت کی بیوی کا کہنا تھا کہ اس کے خاوند نے وصیت کی تھی کہ وہ جہاں فوت ہوا سے وہیں دفن کیا جائے، لیکن اس کی بات کوئی نہیں سنتا، اور بعد میں بیوی کو لکھی ہوئی وصیت کاغذات میں سے ملی جس پر خاوند نے دستخط بھی کر رکھے تھے.
سوال یہ ہے کہ آیا میت کے بھائیوں اور رشتہ دار معصیت کے مرتکب ہوئے ہیں؟ اور اب انہیں کیا کرنا چاہیے؟
کیا کوئی صدقہ وغیرہ ہے جو اس کے بھائیوں اور رشتہ داروں پر واجب ہوتا ہے، کیونکہ انہوں نے وصیت پر عمل نہیں کیا؟

پسندیدہ جواب

مسئلہ میں دو طرح سے بحث کی جائے گی :

اول :

میت کی وصیت پر عمل کرنا.

دوم :

فوت ہونے والی جگہ سے کسی اور شہر میں میت منتقل کرنا.

پہلے مسئلہ کے متعلق گزارش ہے کہ : میت کی وصیت پر عمل کرنا واجب ہے، چاہے وہ کسی واجب کی وصیت کرے یا مستحب کی یہ سب برابر ہے.

دیکھیں : الشرح الممتع (333/5).

دوسرا مسئلہ :

الشیخ ابن قدامۃ رحمہ اللہ تعالی کہتے ہیں :

کسی صحیح غرض کی بنا پر ہی میت کو ایک شہر سے دوسرے شہر منتقل کیا جا سکتا ہے، یہ اوزاعی اور ابن منذر رحمہما اللہ کا مسلک ہے....

اور اس لیے کہ اس میں اس کے کفن دفن میں خرچ بھی کم ہے، اور اس میں تغیر اور تبدیلی پیدا ہونے سے بھی بچاؤ ہے، لیکن اگر اسے منتقل کرنے میں کوئی صحیح غرض اور مقصد ہو تو پھر جائز ہے.

دیکھیں : المغنی (193/2-194).

اس موضوع میں مستقل فتوی کمیٹی کا کہنا ہے :

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے دور میں عملی سنت یہ تھی کہ مردے کو اسی شہر کے قبرستان میں دفن کیا جاتا تھا جہاں وہ فوت ہوتا، اور شھداء کو بھی وہیں دفن کیا جاتا جہاں ان کی شہادت ہوتی تھی.

کسی حدیث میں یہ ثابت نہیں اور نہ ہی کسی صحابی کے اثر سے ثابت ہوتا ہے کہ کسی ایک کو وہاں سے کسی دوسرے علاقے اور شہر میں منتقل کیا ہو بلکہ جہاں وہ فوت ہوتا اس کے قریب ترین قبرستان میں اسے دفن کیا جاتا تھا.

اسی بنا پر جمہور فقہاء کرام کا کہنا ہے کہ :

میت کو دفن کرنے سے قبل اس کے فوت ہونے والے شہر یا ملک سے کسی دوسرے ملک منتقل کرنا جائز نہیں ہے، صرف کسی صحیح مقصد اور غرض کی بنا پر منتقل کی جا سکتی ہے، مثلا یہ خدشہ ہو کہ جہاں فوت ہوا ہے وہاں دفن کرنے سے اس کی قبر پر زیادتی ہو کی جائے گی، یا اس کی کے دشمن کی جانب سے اس میت کی حرمت پامال کی جائے گی، یا اس کی ہتک کی جائے گی، اور اسکا خیال نہیں کیا جائے گا، تو اس صورت میں اسے امن والی جگہ منتقل کرنا واجب ہے.

اور اسی طرح اس کے خاندان والوں کی خوشی کے لیے اس کے ملک میں منتقل کرنا جائز ہے تا کہ وہ اس کے اہل وعیال اس کی زیارت کر سکیں.

اور ان اسباب کے ساتھ انہوں نے یہ شرط رکھی ہے کہ تاخیر کی بنا پر اس میں تغیر اور تبدیلی ہونے کا خدشہ نہ ہو، اور اس کی حرمت پامال نہ ہوتی ہو، اور اگر وہاں کوئی سبب نہ ہو اور نہ ہی کوئی شرط پائی جاتی ہو تو پھر اس کا منتقل کرنا جائز نہیں ہے.

لھذا کمیٹی کی رائے یہی ہے کہ ہر میت کو اس کے مقامی شہر کے قبرستان میں دفن کیا جائے جہاں وہ فوت ہو، اور سنت، اور امت کے اسلاف کے طریقہ پر عمل کرتے ہوئے، اور سد ذریعہ، اور شریعت مطہرہ کا دفن میں جلدی کرنے کو ثابت کرتے ہوئے، اور میت کو تغیر سے بچانے کے لیے کیے جانے والے اقدامات کرنے سے پرہیز اور بچاؤ کرتے ہوئے، اور بغیر کسی ضرورت کے مال کو بے دریغ اور فضول خرچ کرنا، جس کی شرعی کوئی حاجت اور ضروت نہیں، اور ورثاء کے حقوق کا خیال کرتے ہوئے، اور شرعی مصارف کو مد نظر رکھتے ہوئے، اور ان نیک اور صالح اعمال کو دیکھتے ہوئے جہاں یہ مال صرف کرنا ضروری ہے، اسے بغیر کسی صحیح غرض کے وہاں سے دوسرے ملک یا شہر منتقل نہ کیا جائے.

اور اس پر کمیٹی کے ممبران کے دستخط ہوئے.

اللہ تعالی ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی آل اور ان کے صحابہ کرام پر اپنی رحمتوں کا نزول فرمائے.

دیکھیں : فتاوی اسلامیۃ (2/31-32).

اور میت کے اقربا نے جو کچھ کیا ہے اس کے متعلق یہ ہے کہ :

اگر تو انہوں نے وصیت کی مخالفت وصیت کا علم ہونے اور بیوی کے بتانے کے بعد بیوی کی سچائی میں شک اور اسے متھم گردانتے ہوئے کی تو ان پر کچھ لازم نہیں آتا، کیونکہ انہوں نے جان بوجھ کر مخالفت نہیں کی.

اور اللہ سبحانہ وتعالی کا فرمان ہے :

.{تم سے جو کچھ بھول چوک میں ہو جائے اس میں تم پر کوئی گناہ نہیں، البتہ گناہ وہ ہے جس کا تم دل سے ارادہ کرو}.الاحزاب (5).

لیکن اگر انہوں نے بیوی کو سچا مانا اور اس کے باوجود وصیت کی مخالفت کی تو وہ میت کے حق میں زیادتی کرنے کی بنا پر گنہگار ہیں.

اور رہا مسئلہ اس مسافت پر دوسری جگہ میت کو منتقل کرنے کا اگر تو اس میں ان کی کوئی صحیح غرض نہ تھی تو یہ میت کے حق پر دوسری زیادتی ہے، کیونکہ میت کی تکریم اسی میں ہے کہ اسے جلد از جلد دفن کیا جائے، جیسا کہ علماء کرام کا کہنا ہے.

دیکھیں: المدخل لابی الحاج المالکی (237/3).

لھذا انہیں اس فعل پر توبہ و استغفار کرنی چاہیے، اور اپنے کیے پر نادم ہونا چاہیے اور میت کے لیے دعا کریں، اور ان پر کوئی صدقہ وغیرہ لازم نہیں آتا، لیکن اگر وہ صدقہ کر لیں تو بہتر اور اچھا ہے، کیونکہ صدقہ مغفرت و بخشش اور گناہوں کے کفارہ کا ایک سبب ہے.

واللہ اعلم.